السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک عالم سے سوال کیا گیا کہ اشراق، چاشت اوراوابین کی نمازوں کی کتنی کتنی رکعتیں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اشراق کی چار رکعتیں، چاشت آٹھ رکعتیں اوراوابین چھ رکعتیں ہیں۔ وضاحت مطلوب ہے کہ ان نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟ ان کی رکعات کی تعداد کیا ہے؟ ان نمازوں کی حقیقت کیا ہے؟ بعض لوگ مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھے جانے والے چھ نوافل کو نمازاوابین کہتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صلاۃ الاوابین، اشراق اور صلاۃ الضحی (نماز چاشت) دراصل ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔جسے مختلف اوقات میں پڑھنے کی وجہ سے کئی ناموں سے پکارا گیا ہے۔

صلاۃ الضحیٰ کی احادیث میں بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یصبح علی کل سُلَامَی من اَحدکم صدقۃ، فکل تسبیحۃ صدقۃ، وکل تحمیدۃ صدقۃ، وکل تہلیلۃ صدقۃ، وکل تکبیرۃ صدقۃ، وأمر بالمعروف صدقۃ، ونہی عن المنکر صدقۃ، ویجزیٔ من ذلک رکعتان یرکعہما من الضحی) (مسلم، صلاۃ المسافرین، استحباب صلاۃ الضحیٰ، ح: 820)

’’تم میں سے ہر ایک اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ذمے اس کے تمام جوڑوں (360 جوڑ) پر صدقہ ہوتا ہے۔ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ اس سلسلے میں (صدقے کے طور پر) ضحیٰ کی دو رکعت بھی کفایت کر جاتی ہیں جو کوئی انہیں ادا کرتا ہے۔‘‘

ایک حدیث قدسی میں ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(یا ابن آدم ارکع لی أربع رکعات أول النہار أکفک آخرہ) (ترمذي، الوتر، ما جاء فی صلاۃ الضحی، ح: 475)

’’آدم کے بیٹے! خالص میرے لیے چار رکعتیں دن کے شروع میں پڑھ میں تجھے اس دن کی شام تک کفایت کروں گا۔‘‘

تجھے اپنی حفاظت میں رکھوں گا اور تیرے کام سنواروں گا۔

صلاۃ الضحیٰ (چاشت، اشراق، صلاۃ الاوابین) کی رکعات کی تعداد مقرر نہیں البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر چار رکعت ادا کیا کرتے تھے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحی اربعا ویزید ما شاء اللہ" (مسلم، صلاۃ المسافرین، استحباب صلاۃ الضحی وان اقلھا رکعتان واکملھا ثمان رکعات واوسطھا اربع رکعات اوست والحث علی المحافظۃ علیھا، ح: 719"

’’اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ کی چار رکعات پڑھا کرتے تھے اور اللہ کو منظور ہوتا تو زیادہ بھی کر لیتے تھے۔‘‘

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ضحیٰ کی زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ثابت ہیں۔ ام ہانی (فاختہ بنت ابو طالب) رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

(ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل بیتہا یوم فتح مکۃ فاغتسل وصلی ثمانی رکعات فلم ار صلاۃ قط اخف منہا غیر انہ یتم الرکوع والسجود" (بخاري، التہجد، صلاۃ الضحی فی السفر، ح: 1174"

’’فتح مکہ کے دن آپ ان کے گھر تشریف لائے، آپ نے غسل کیا اور پھر آٹھ رکعات (چاشت کی) نماز پڑھی۔ میں نے ایسی ہلکی پھلکی نماز کبھی نہیں دیکھی۔ البتہ آپ رکوع اور سجدہ پوری طرح ادا کرتے تھے۔‘‘

اس حدیث کی شرح میں مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حدیث ام ہانی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نماز کا ذکر ہے شارحین نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے، بعض نے اسے شکرانہ کی نماز قرار دیا ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ یہ ضحیٰ کی نماز تھی۔ ابوداؤد میں وضاحت موجود" ہے کہ صلی سبحۃ الضحی یعنی آپ نے ضحیٰ کے نفل ادا کیے اور مسلم نے کتاب الطہارۃ میں نقل کیا:

ثم صلی ثمان رکعات سبحۃ الضحی) یعنی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحیٰ کی آٹھ رکعت نفل نماز ادا کی اور تمہید ابن عبدالبر میں ہے کہ "قالت قدم صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ فصلی ثمان رکعات فقلت ما ہذہ الصلوۃ قال ہذہ صلوۃ الضحی) ’’ام ہانی کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ آئے اور آپ نے آٹھ رکعات ادا کیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ضحیٰ کی نماز ہے۔ "‘‘

احادیث میں صلاۃ الضحیٰ کی کم از کم رکعات کی تعداد دو بھی بیان ہوئی ہے جیسا کہ پیچھے بیان کردہ مسلم کی ایک روایت میں (رکعتان یرکعھما من الضحی) کے الفاظ ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(اوصانی خلیلی بثلاث بصیام ثلاثۃ أیام من کل شهر، ورکعتی الضحی، وأن أوتر قبل أن ارقد (مسلم، صلاۃ المسافرین، استحباب صلاۃ الضحی۔۔۔، ح: 721،بخاري، التھجد، صلاۃ الضحی فی الحضر، ح: 1178

''میرے خلیل۔ (جانی دوست صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی: میں (ساری زندگی) ہر مہینے کے تین (نفلی) روزے رکھوں، ضحیٰ کی دو رکعت پڑھتا رہوں اور سونے سے پہلے وتر ادا کروں۔''

سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کے بارے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سونے سے پہلے وتر ادا کرنا اس شخص کے لیے مستحب ہے جو رات کے آخری حصے میں اٹھنے کے بارے میں اپنے آپ پر اعتماد نہیں کرتا۔ اگر اسے اعتماد ہو تو پھر رات کا آخری حصہ (وتر کی ادائیگی کے لیے) افضل ہے (ریاض الصالحین) حدیث سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

(دیکھیے مسلم، صلاۃ المسافرین من خاف ان لا یقوم، ح: 755)

جہاں تک صلاۃ الضحیٰ کے وقت کا معاملہ ہے تو وہ سورج کے ایک نیزی تک بلند ہو جانے سے شروع ہو کر زوال آفتاب تک رہتا ہے۔ مگر سورج کے خوب بلند ہو جانے کے بعد اور گرمی کی شدت کے وقت پڑھنا افضل ہے۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو کہا: سنو! یقینا یہ لوگ جانتے ہیں کہ اس کے علاوہ دوسرے وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(صلاۃ الاوابین حین ترمض الفصال) (مسلم، صلاۃ المسافرین، صلاۃ الاوابین حین ترمض الفصال، ح: 748)

''صلاۃ الاوابین (رجوع کرنے والوں کی نماز) اس وقت ہے جب گرمی کی شدت سے اونٹوں کے بچوں کے پاؤں جلیں۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضحیٰ (چاشت) کی نماز طلوعِ آفتاب کے کافی وقت بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ ہاں اس نماز کو اگر اس کے ابتدائی وقت یعنی سورج نکلنے کے کچھ دیر بعد پڑھ لیا جائے تو اسے نماز اشراق کہہ دیا جاتا ہے۔ وقت کا اندازہ مذکورہ بالا حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ صلاۃ الضحیٰ اور صلاۃ الاوابین ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ ایک اور حدیث میں بھی صریحا صلاۃ الضحی کو صلاۃ الاوابین کہا گیا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(صلاۃ الضحی کی حفاظت اواب (اللہ کی طرف رجوع کرنے والا) ہی کر سکتا ہے، پھر فرمایا: یہی صلاۃ الاوابین ہے۔'' (مستدرک حاکم 314/1،ابن خزیمہ، ح: 1224'

نماز مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھے جانے والے نوافل کو صلاۃ الاوابین کہنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

نوٹ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ الضحی کو پابندی سے ادا نہیں کرتے تھے۔ بلکہ کئی کئی دنوں کا وقفہ ڈال لیتے تھے۔ اس کا ایک مقصد امت کے لیے آسانی بھی ہو سکتا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ افکارِ اسلامی

اذان و نماز، صفحہ: 387

محدث فتویٰ